جلد ۲۹ | ۱۵۔ ماہ نبوت ۱۳۲۰ھ ش | ۲۴۔ ماہ شوال ۱۳۶۰ھ | ۱۵۔ نومبر ۱۹۴۱ء | نمبر ۲۶۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ جمعہ

اڑہائی ہزار سال کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پوری ہو رہی ہیں

خطرات کو محسوس کرو۔ اور ان کی اہمیت کے مطابق دعائیں کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷۔ ماہ نبوت ۱۳۲۰ ہش بمطابق ۷۔ نومبر ۱۹۴۱ء

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلمات طیبات سے اور پچھلی کتب کی پیش گوئیوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

آخری زمانہ میں بعض خطرناک جنگیں

ہونے والی ہیں۔ ایسی جنگیں جو دنیا کو بالکل تہ و بالا کر دیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات

نے بھی اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ وہ پیشگوئیاں جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ پیشگوئیاں جو حدیثوں میں بیان ہوئی ہیں۔ اور وہ پیشگوئیاں جو پچھلی کتب میں بیان ہوئی ہیں۔ ان کے پورا ہونے کا وقت یہی ہے۔ تیرہ سو سال سے وہ پیشگوئیاں قرآن اور احادیث میں بیان ہو چکی تھیں۔ اور پھر دو ہزار سال سے زائد عرصہ سے بعض دوسری کتب میں بھی درج تھیں۔ مگر اس وقت تک کوئی شخص ایسا نہیں ہوا تھا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ خدا تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے۔ کہ میرا زمانہ ہی ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ہے۔ اور جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ تمام پیشگوئیاں بعثت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی متعصب کیوں نہ ہو۔ اگر وہ تھوڑی دیر کے لئے دلیل کی طرف توجہ کرے۔ تو اسے اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی شبہ ہو سکے۔ کہ ان پیش گوئیوں سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت

یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ گزشتہ دو اڑھائی ہزار سال میں سینکڑوں مدعی آئے ہیں۔ مگر کسی نے بھی یہ نہیں کہا۔ کہ یہ پیش گوئیاں میرے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ غور کر کے دیکھ لو۔

کتنی پرانی خبریں

ہیں۔ جو اس بارہ میں دی گئی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں نوح کے زمانہ سے لے کر اب تک جتنے بھی انبیاء آئے ہیں۔ وہ سارے ہی آخری زمانہ کے فتنوں کو بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ ان انبیاء کی تمام پیش گوئیاں محفوظ نہیں۔ مگر کم سے کم دانیال اور یسعیاہ کی پیشگوئیاں اب تک موجود ہیں۔ اور ان پر بھی اڑھائی ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ گویا اڑھائی ہزار سال سے یہ پیشگوئیاں بیان ہوتی آ رہی تھیں۔ مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ وہ یہ کہے کہ یہ میرے زمانہ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی اس امر کا دعوےٰ کیا۔ اور پھر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ہی ان پیش گوئیوں کے پورا ہونے کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ پچیس چھبیس سو سال سے جن پیش گوئیوں کو اپنی طرف منسوب کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی ہو۔ نہ سچے کو نہ جھوٹے کو۔ ان تمام پیشگوئیوں کو اس زمانہ میں اس شخص نے جو مخالفوں کے نزدیک اپنے دعوے میں بالکل جھوٹا تھا۔ اپنی طرف منسوب کیا اور پھر خدا تعالیٰ نے ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے سامان بھی پیدا فرما دیئے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک نبی نہیں۔ دو نبی نہیں۔ تین نبی نہیں۔ چار نبی نہیں متواتر اور مسلسل اللہ تعالیٰ کے انبیاء ایک فتنہ کی خبر دیتے ہیں۔ اتنے تواتر اور تسلسل کے بعد ہو سکتا تھا۔ بلکہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ کوئی شخص یہ کہہ دیتا۔ کہ یہ پیش گوئیاں میرے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے بعض اور پیش گوئیاں تاویل کے طور پر لوگ اپنی طرف منسوب کرتے رہے ہیں۔

مگر اللہ تعالےٰ نے

فتنۂ یاجوج و ماجوج

کو اتنا اہم بنایا تھا۔ کہ کسی شخص کو جھوٹے طور پر بھی یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کو اپنی طرف منسوب کرے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں تاویل سے کام لے لیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی بڑے قحط کی پیشگوئی ہو۔ اور دُنیا میں فی الواقع قحط پڑنا شروع ہو جائے۔ تو گو وہ معمولی قحط ہو۔ اور پیشگوئی کے مطابق بہت بڑا قحط نہ ہو۔ مگر انسان

تاویل کے طور پر

اسے کسی مدعی کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ بڑا قحط نہیں پڑا تو چھوٹا قحط تو پڑا ہے۔ اسی طرح کسی پیشگوئی کے مطابق اگر بڑی موت نہ آئے تو چھوٹی موت کسی کے دعوے کی سچائی کی طرف منسوب کی جا سکتی ہے۔ مگر یاجوج و ماجوج کا فتنہ جس کی قرآن نے خبر دی تھی۔ جس کی حدیثوں میں خبر موجود تھی۔ اور جس کے متعلق پہلی کتب میں بھی پیشگوئیاں پائی جاتی تھیں۔ اور بعض جگہ نام لے کر اور بعض جگہ بے نام اس کی خبر دی گئی تھی۔ اتنا بڑا فتنہ تھا کہ لوگوں کو یہ جرأت ہی نہیں ہوئی۔ کہ وہ جھوٹے طور پر اسے کسی کی طرف منسوب کریں۔ یا تاویل کے طور پر کسی اور فتنہ پر اس فتنہ کی پیشگوئیوں کو چسپاں کر دیں۔ پرانے زمانے میں بھی بعض بڑے بڑے فتنے ہوئے ہیں۔ مثلاً

ہلاکو خاں کا فتنہ

بہت بڑا فتنہ تھا۔ اس نے بغداد اور اسلامی سلطنت کو تباہ کر دیا تھا۔ اسی طرح امیر تیمور کے حملوں کو لوگ نہایت ظالمانہ قرار دیتے ہیں۔ اور وہ بڑی دُور تک حملہ کرتے نکل آیا تھا۔ مگر باوجود ان فتنوں کی اہمیت کے یاجوج و ماجوج سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو لوگوں نے ان واقعات پر چسپاں نہیں کیا۔ اس لئے کہ یاجوج و ماجوج دو قومیں بیان کی گئی تھیں۔ اور بتایا یہ گیا تھا۔ کہ وہ دونوں بڑی طاقتور اور جتھے والی ہوں گی۔ اور وہ دونوں طاقت ور جتھے باقی ساری دُنیا کو مغلوب کرنے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ دُنیا یا تو ایک گروہ کے ماتحت آ جائے۔ یا دوسرے گروہ کے ماتحت آ جائے۔ اس پیشگوئی کو لوگ بھلا اور کہاں چسپاں کر سکتے تھے۔ اگر وہ ہلاکو خاں کو یاجوج بناتے۔ تو ماجوج کہاں سے لاتے۔ اور اگر ماجوج بناتے تو یاجوج کہاں سے لاتے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس فتنہ کو ایسا رنگ اور ایسی شکل دے دی تھی۔ کہ کوئی شخص گزشتہ زمانہ میں ایسا نہیں گزرا۔ جس نے ان پیشگوئیوں کو اپنے زمانہ کی طرف منسوب کیا ہو نہ سچے طور پر نہ جھوٹے طور پر اور اس طرح یہ پیشگوئی ہر زمانہ میں بچتی چلی آئی۔ یہاں تک کہ جو اس کا

صحیح معنوں میں مصداق

تھا۔ اس نے ان پیشگوئیوں کو اپنے زمانہ پر چسپاں کیا:۔

ممکن ہے کوئی شخص کہہ دے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے تو نعوذ باللہ جھوٹے ہی مگر چونکہ آپ زیادہ ہوشیار تھے۔ اس لئے آپ نے ان پیشگوئیوں کو اپنے زمانہ پر چسپاں کر لیا مگر سوال یہ ہے کہ اگر آپ نے ان پیشگوئیوں کو جھوٹے طور پر اپنے زمانہ پر چسپاں کر لیا تھا۔ تو خدا نے

ان پیشگوئیوں کے پورا ہونیکے سامان

کیوں کر دیئے؟

غرض یاجوج و ماجوج کے فتنہ سے تعلق رکھنے والی جو پیشگوئیاں قرآن احادیث اور پہلی کتب میں پائی جاتی تھیں۔ وہ آج پوری ہو رہی ہیں۔ چنانچہ گزشتہ جنگوں کا اس جنگ سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ تمام دنیا یہ اقرار کر رہی ہے۔ کہ یہ جنگ دو گروہوں کی جنگ ہے۔ اور اخبارات میں ہمیشہ یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ یہ جنگ درحقیقت

ڈیماکریسی کا ڈکٹیٹر شپ سے مقابلہ

ہے۔ یعنی آزادیٔ رائے سے جو حکومت کی جاتی ہے۔ اس کا جبری حکومت سے مقابلہ ہے۔ ڈکٹیٹر شپ کے ماتحت حکومت کرنے کے جرمنی اور اٹلی والے حامی ہیں اور ڈیماکریسی یعنی جمہوریت اور آزاد رائے سے حکومت کرنے کے حامی برطانیہ اور امریکہ وغیرہ ہیں۔ یہی دو اصول ہیں جن کی اس وقت جنگ ہو رہی ہے۔ ایک فریق ایک اصل کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسرا فریق دوسرے اصل کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ انبیاء کے کاموں کو انکے خلفاء کے ذریعہ تکمیل تک پہونچایا کرتا ہے۔ اس لئے

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے ہی یہ توفیق عطا فرمائی

کہ میں نے دنیا کے سامنے یہ حقیقت بیان کی۔ کہ یاجوج اور ماجوج دو قوموں کے نام نہیں۔ بلکہ دو اصول کے نام ہیں چنانچہ تین چار سال ہوئے اسی منبر پر کھڑے ہو کر میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا۔ جس میں کہا تھا۔ کہ

"یاجوج اور ماجوج دو اصول ہیں

جو اس زمانہ میں دنیا پر غالب آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اصل تو وہ ہے جو جمہوریت کو اس کے تمام عیوب سمیت دنیا میں ترقی دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور دوسرا اصل وہ ہے۔ جو قابلیت اور لیاقت کو ترقی دینا چاہتا ہے اور جمہوریت کی رُوح کو دبانا چاہتا ہے یہ دو اصول اس وقت دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اصل تو اس بات کی جدوجہد میں مشغول ہے۔ کہ افراد کی طاقت کو بڑھا کر دنیا میں غلبہ حاصل کیا جائے۔ اور ایک اصول اس غرض کے لئے کوشاں ہے۔ کہ اعلےٰ قابلیت کو راہ نمائی کی باگ ڈور دے کر دنیا پر غلبہ حاصل کیا جائے ان دونوں گروہوں نے دنیا پر کامل طور پر غلبہ حاصل کیا ہوا ہے۔ اور ساری دنیا ان دو گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۳۸ء)

یہ خطبہ جمعہ جنگ سے قریباً سوا سال پہلے کا چھپا ہوا موجود ہے۔ اور آج اس جنگ میں سب دنیا اقرار کر رہی ہے۔ کہ یہ جنگ دو اصول کی ہے۔ ایک طرف ڈیماکریسی ہے۔ اور دوسری طرف ڈکٹیٹر شپ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اتنا

عظیم الشان نشان

ظاہر ہوا ہے کہ اگر دنیا کے سامنے اسے صحیح طور پر پیش کیا جائے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ متعصب سے متعصب انسان بھی اس پر کوئی اعتراض کر سکے۔ آخر وہ اس امر کا کیا جواب دے گا۔ کہ کیوں اڑھائی ہزار سال تک ان پیشگوئیوں کو کسی نے اپنے زمانہ پر چسپاں نہ کیا۔ اور پھر وہ اس بات کا کیا جواب دے گا۔ کہ کیوں گزشتہ اڑھائی ہزار سال میں یہ باتیں پوری نہ ہوئیں۔ اور اس وقت پوری ہوئیں۔ جب ایک شخص نے یہ دعوےٰ کیا کہ یہ پیشگوئیاں میرے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں:۔

اب تو زمانہ بہت کچھ بدل چکا ہے ورنہ پہلے یہ حالت تھی۔ کہ عیسائیوں کو دجال کہنے پر ہی سارے مسلمان ہمارے مخالف ہو گئے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ احمدی پیشگوئیوں کی تاویلیں کرنے کے عادی ہیں۔ مگر اب مسلمانوں کے اخبارات اور رسالوں میں بھی بسا اوقات یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ

عیسائی دجال ہیں

آج آہستہ آہستہ دنیا میں خدا تعالےٰ کے فضل سے وہی خیالات اور وہی اعتقادات قائم ہو رہے ہیں۔ جن کو احمدیت دنیا میں قائم کرنا چاہتی ہے۔

غرض ہمارے لئے یہ

ایک بہت بڑا خوشی کا مقام

ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اتنی بڑی پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پُورا کیا۔ اور اس طرح آپ کی

صداقت کا ایک عظیم الشان ثبوت

بہم پہونچا دیا۔ اگر یہ سب کچھ انسانی منصوبہ ہوتا تو بھلا سوچو کیا کسی انسان کی یہ طاقت تھی کہ وہ آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے کے انبیاء سے یہ پیشگوئیاں کرا دیتا۔ قرآن کریم میں جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق حضرت موسےٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالےٰ مخالفین سے فرماتا ہے کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہمارے اس بندہ نے دو ہزار سال پہلے موسےٰ سے مشورہ کر لیا تھا۔ کہ وہ اسکے متعلق پیشگوئیاں کر دے۔ تاکہ جب یہ دعوےٰ کرے تو ان پیشگوئیوں کو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کر سکے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھُوَ النَّاصِرُ

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

اس دفعہ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے میں دوستوں نے بہت اخلاص سے کام لیا ہے۔ اور گزشتہ سال کی نسبت اس سال کی وصولی ابتدائی ایام میں زیادہ رہی ہے۔ مگر اکتوبر سے اس میں کمی آگئی ہے۔ اور جو زیادتی وصولی ہوئی تھی۔ اس کی نسبت میں فرق پڑ گیا ہے۔ اب ایک ماہ سے بھی کم سال ہفتم کی تحریک پر سال گزرنے میں رہ گیا ہے۔ اور ان دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جو اب تک اپنا وعدہ ادا نہیں کر سکے۔ کہ وہ خاص زور لگا کر اس کمی کو پھر زیادتی میں بدل دیں ؂

میں تحریک جدید کے مجاہدوں سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ توجہ کر کے جلد سے جلد اپنے وعدوں کو پورا کر دیں گے ؂

ان دوستوں نے جو اپنے وعدے ادا کر چکے ہیں۔ اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب ان کی باری ہے جو اب تک ادا نہیں کر سکے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی اخلاص میں دوسروں سے کم نہیں ہیں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے عمل سے میرے اس ظن کو پورا کر دینگے۔ انشاء اللہ

پس اے دوستو! ہمت کرو اور اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کی مدد کرے۔ آمین

خاکسار:- مرزا محمود احمد

جب اس کے پاس کوئی ایسی طاقت نہیں تھی۔ جس سے کام لے کر یہ دو ہزار سال پہلے کے ایک نبی کے مونہہ سے اپنے متعلق پیشگوئی نکلوا سکتا۔ تو تم کیوں نہیں سمجھتے۔ کہ یہ خدا کا کام ہے۔ کسی انسان کا کام نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ کیا بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانہ کے متعلق دانیال سے بھی پیشگوئیاں کرا لیں۔ یسعیاہ سے بھی پیشگوئیاں کرا لیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی پیشگوئیاں کرا لیں۔ اور پھر ان

تمام پیشگوئیوں کے پورے ہونے کے سامان

بھی پیدا کرا لئے۔ کیا کسی انسان کی طاقت ہے۔ کہ وہ ایسا کر سکے؟ اور کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ آپ اپنے دعوے میں صادق اور راستباز ہیں ؂

غرض اس طرح ان قوموں کا ابھار کسی انسان کے خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ قرآن کریم نے اس امر کی وضاحت کر دی تھی۔ کہ عیسائیوں کی طاقت ایک دفعہ اسلام کے مقابلہ میں بالکل تباہ ہو جائیگی۔ مگر پھر دوبارہ ترقی کر کے وہ تمام دنیا پر چھا جائیں گے۔ جیسا کہ سورہ کہف کی تفسیر میں میں نے اس مضمون کو بیان بھی کیا ہے۔ اور واقعہ بھی ہے۔ کہ عیسائیوں کے تنزل کو دیکھ کر کسی انسان کے وہم میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ وہ دوبارہ ترقی کر جائیں گے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اسلام سے پہلے

عیسائیت کا مغربی کرہ پر غلبہ

تھا چنانچہ روما کی حکومت عیسائیوں کے قبضہ میں تھی۔ عرب کے کچھ حصہ پر بھی قابض تھے۔ شام و فلسطین میں بھی ان کا غلبہ تھا یہاں تک کہ انگلستان اور ہسپانیہ بھی ان کے ماتحت تھا۔ مگر جس وقت اسلام نے ترقی شروع کی۔ تو عیسائیوں کی حکومت اتنی زوال پذیر ہو گئی۔ کہ روما کا قیصر ایک عرصہ تک مسلمان بادشاہوں کو خراج دیتا رہا۔ گویا وہ ویسا ہی کمزور تھا۔ جیسے آج کل

ہندوستان کی ریاستیں انگریزوں کے مقابلہ میں

کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ مثلاً ریاست چے پور ہے۔ جودھپور ہے۔ گوالیار ہے۔ میسور ہے ان ریاستوں کے راجوں مہاراجوں کو گو ان کی رعایا حضور۔ اور آقا اور ان داتا وغیرہ کہے۔ مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ ایک معمولی انگریز افسر کے سامنے بھی ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ اسی طرح روما کا قیصر مسلمانوں کو خراج دیا کرتا تھا۔ اور اس کی اسلامی سلطنت کے مقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ پھر مسلمانوں نے اس سلطنت کو بھی تباہ کر دیا۔ اور آخر ہسپانیہ وغیرہ کو بھی فتح کر لیا۔ عیسائیت کی اس کمزوری کے زمانہ میں کوئی شخص یہ وہم بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ یورپ پھر ترقی کر جائے گا۔ قیدیوں کی سی ان کی حالت تھی۔ اور صرف ایک براعظم میں وہ گھرے ہوئے تھے۔ اور اس کے بھی دائیں اور بائیں اسلامی سلطنتیں موجود تھیں۔ پھر

یورپ کی کمزوری

کی یہ حالت تھی۔ کہ سپین والوں نے جب انگلستان پر حملہ کیا تو انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے ترکوں کے بادشاہ سے مدد کی درخواست کی۔ اور لکھا۔ کہ ترک بڑے بہادر ہوتے ہیں۔ اور وہ عورتوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ میں عورت ذات ہوں۔ اور ایک ظالم بادشاہ میرے ملک پر حملہ آور ہو گیا ہے میری مدد کی جائے ؂

اب کجا تو وہ حالت تھی۔ اور کجا یہ حالت ہے۔ کہ آج

سب جگہ یورپ ہی یورپ

نظر آتا ہے۔ امریکہ ایک نیا براعظم نکلا تھا۔ مگر وہاں بھی عیسائیوں کا غلبہ ہے۔ مشرقی یورپ میں بھی

مسلمانوں کو کوئی طاقت حاصل نہیں

اور سپین کی حالت تو ایسی خطرناک ہے۔ کہ آج کل وہاں ایک مسلمان بھی نظر نہیں آتا۔ حالانکہ وہ بغداد کے مد مقابل کی حکومت تھی۔ اور اسلام کے متعلق

بعض اعلےٰ درجہ کی تصانیف سپین میں لکھی گئی تھیں

مگر اب ان کتابوں کے لکھنے والوں کی قبروں تک کا نشان نہیں ملتا۔ شائد اس لئے کہ حکومت کے اثر سے وہاں کے علماء آزاد تھے۔ انہوں نے تصنیف کا کام نہایت اعلےٰ درجہ کا کیا ہے

چنانچہ صوفیاء میں سے حضرت محی الدین صاحب ابن عربی جنہوں نے فتوحات مکیہ لکھی ہے۔ وہ وہیں پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح فلسفہ طب اور تفسیر کی نہائت اعلےٰ درجہ کی کتابیں وہاں لکھی گئیں۔ روائتی طور پر قرطبی کی تفسیر بہت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اور یہ ہسپانیہ کے ہی ایک شخص نے لکھی ہے درائتی طور پر اور ادبی لحاظ سے بحر محیط کی تفسیر نہائت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ اور یہ بھی ایک ہسپانیہ کے رہنے والے نے ہی لکھی ہے۔ مشہور فلسفیوں میں سے جو دو بڑے فلسفی گزرے ہیں۔ ان میں سے ابن رشد ہسپانیہ کا ہی رہنے والا تھا۔ غرض سپین میں مسلمانوں نے اتنی عظیم الشان ترقی کی تھی۔ کہ اگرچہ ہندوستان کے رہنے والے اس ترقی سے زیادہ آگاہ نہیں۔ مگر مصری اور اردگرد کے علاقوں والے جانتے ہیں۔ کہ

مسلمانوں کی ترقی بے نظیر تھی

جب مسلمانوں پر انحطاط کا دور آیا۔ تو وہ تمام کتابیں جو انہوں نے لکھی تھیں یورپ کے کتب خانوں میں چلی گئیں۔ اور انہوں نے ان کتابوں سے فائدہ اٹھا کر ترقی کرنی شروع کردی۔ حتیٰ کہ اب مسلمانوں کو یہ علم تک نہیں رہا۔ کہ ان کے آباء نے کیا کیا تصانیف کی تھیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ یورپ کی ساری ترقی ہسپانیہ والوں سے میل جول کا نتیجہ ہے۔

میں نے کچھ عرصہ ہوا بعض کتابیں منگوائیں جو

مسلمانوں کی گزشتہ ترقی کی تاریخ

پر مشتمل تھیں۔ انہیں پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ مذہبی لحاظ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ علمی لحاظ سے ان میں بہت دلچسپ باتیں درج تھیں۔ ان کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا تھا۔ کہ یورپ کے بہت سے علوم سپین والوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ چنانچہ

موسیقی کے متعلق

لکھا تھا۔ کہ جو چیز آج یورپ کا آرٹ سمجھا جاتا ہے۔ اور جس کے متعلق لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ موسیقی کے اصول یورپین لوگوں نے وضع کئے ہیں۔ وہ درحقیقت یورپ کے وضع کردہ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی نقل ہیں۔ اسی طرح بہت سے باجے اور موسیقی کے طریق سپین والوں سے لئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک کتاب میں ایک خط وکتابت بھی درج کی گئی ہے۔ جو موسیقی کے متعلق ایک بہت بڑے پادری اور عیسائی میں ہوئی۔ اور مصنف نے لکھا ہے۔ کہ یہ خطوط اب تک برٹش میوزیم میں محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا مصنف لکھتا ہے۔ کہ ایک انگریز سپین میں گیا۔ اور اس نے مسلمانوں سے

موسیقی کا علم

سیکھا۔ جب وہ علم سیکھ چکا تو اس نے اپنے بڑے پادری کو خط لکھا۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اب تک محفوظ ہے کہ ہمارے ہاں جو موسیقی کا طریق ہے۔ وہ نہائت ردّی ہے۔ لیکن مسلمانوں کا طریق نہائت اعلےٰ اور مکمل ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں۔ تو کافروں کا یہ علم اپنے ملک میں رائج کیا جائے۔ تاکہ ہمارے گرجوں میں بھی جاری ہو اور لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اس خط کا پادری نے جو جواب دیا۔ اس سے اس کی دیانتداری بھی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس نے لکھا کہ بڑی اچھی بات ہے۔ تم ضرور ایسا کرو۔ مگر لوگوں سے یہ نہ کہنا کہ میں نے یہ علم مسلمانوں سے سیکھا ہے بلکہ کہنا کہ میں نے خود ایجاد کیا ہے۔

باجے واجے سے ہمیں کوئی دلچسپی تو نہیں مگر اس سے یہ پتہ ضرور چلتا ہے۔ کہ ظاہری اور باطنی اور دینی اور دنیوی حتیٰ کہ تعیش کے معاملات میں بھی مسلمانوں نے اتنی ترقی کی تھی۔ کہ آج یورپ میں موسیقی کا جو علم رائج ہے۔ وہ بھی مسلمانوں کی نقل ہے۔ اسی طرح طب میں انہوں نے

مسلمانوں کے علوم کی نقل

کی۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہے کہ آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے تک فرانس اور دوسرے یورپین ممالک میں ہسپانیہ کی لکھی ہوئی طب کی کتابیں ہی کالجوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔ اور ابھی کئی نئی چیزیں نکلتی آرہی ہیں۔ اور معلوم ہو رہا ہے۔ کہ اس زمانہ کی بعض ایجادات ایسی ہیں۔ کہ یا تو وہ مسلمانوں نے ایجاد کی تھیں مگر یوروپینز نے اپنی طرف منسوب کرلیں۔ اور یا پھر یوروپینز نے گو اپنے طور پر ہی بعض چیزوں کو ایجاد کیا۔ مگر اب معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ ایجادات مسلمان بھی کر چکے تھے۔ لیکن اتنی عظیم الشان کامیابی اور یورپ پر قبضہ وتصرف کے بعد آج مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔

آج کے "الفضل" میں

ہی ہمارے ایک مبلغ نے یوگوسلاویہ کے مسلمانوں کے حالات شائع کرائے ہیں۔ گو اس مضمون میں ایک غلطی بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس مضمون کو پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوگوسلاویہ کی حکومت ابھی تک قائم ہے۔ حالانکہ کئی مہینے ہوئے جرمن والے اسے فتح کر چکے ہیں۔ بہرحال یہ

یوگوسلاویہ کا علاقہ

کسی زمانہ میں ترکوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔ پھر یورپین لوگوں نے مل کر مسلمانوں کو یہاں سے نکال دیا۔ اب مولوی محمد الدین صاحب نے اس علاقہ کے جو حالات شائع کرائے ہیں وہ کتنے دردناک ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ وہاں مسلمان بالعموم مزدوروں یا چوہڑوں کا کام کرتے ہیں۔ اور سڑکوں پر مزدوری کرنا یا جھاڑو دینا ان کا کام ہے۔ اب کجا تو یہ حالت تھی۔ کہ وہ یوگوسلاویہ کے بادشاہ تھے۔ اور اب کجا یہ حالت ہے۔ کہ چودہ ملین آبادی میں سے صرف تین ملین مسلمان ہیں۔ اور ان میں سے بھی سوائے چند لوگوں کے باقی سب ذلیل اور

ادنیٰ حالت میں

ہیں۔ حکومت نے مسلمانوں سے یہ سلوک کیا۔ کہ اس نے جبراً انکی زمینیں چھین کر عیسائیوں کو دے دیں۔ اور پھر ان سے کہا۔ کہ اگر تم اپنا حق سمجھتے ہو۔ تو عدالت میں دعوےٰ دائر کرکے زمینیں واپس لے لو۔ وہ غریب آدمی بھلا مقدمے کیسے کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا گرے۔ یہ کیسے دردناک حالات ہیں۔ کہ ایک زمانہ میں تو مسلمان حاکم تھے۔ مگر آج ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔

غرض اس زمانہ میں کوئی شخص یہ قیاس بھی نہیں کرسکتا تھا۔ کہ یورپ کبھی ترقی کرکے اتنا بڑھ جائے گا۔ کہ تمام دُنیا پر چھا جائے گا۔

آج مسلمانوں کی جو کچھ حالت ہے،

اس سے بھی زیادہ کمزور حالت اس زمانہ میں عیسائیوں کی تھی۔ پھر جس طرح گاڑی کے سفر میں سوتے سوتے انسان کی آنکھ کھلے۔ تو وہ کہیں کا کہیں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح مسلمان رات کو ایسی حالت میں سوئے کہ تمام یورپ ان کے ماتحت تھا۔ مگر جب ان کی آنکھ کھلی۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ یورپ ان کی گردن پر سوار ہے۔ اور وہ اس کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے لئے ان حالات میں بھی

مایوسی اور گھبراہٹ

کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ جس خدا نے عیسائیت کی ترقی کی وہ خبر دی تھی۔ جو کسی انسانی واہمہ اور قیاس میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ اسی خدا نے یہ خبر بھی دی ہے، کہ یہ تبدیلی اور تغیر اسلام کے لئے مفید ہوگا۔ پس ہمارے لئے ڈرنے اور گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ لیکن یہ

خدا کے خوف کا مقام

ضرور ہے۔ کیونکہ حدیثوں سے یہ ایسی گمراہی کا زمانہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ رات کو انسان مومن ہونے کی حالت میں سوئیگا اور صبح کافر اٹھے گا۔ گویا کفر کا اتنا غلبہ ہوگا۔ کہ ایمان کا دعوےٰ کرنے والے گھنٹوں میں اپنے ایمان کو ضائع کردیں گے۔ اور لالچ یا خوف کی وجہ سے اپنے مذہب کو ترک کردیں گے۔ چنانچہ صبح کو وہ مومن ہوں گے۔ اور شام کو کافر ہوں گے۔ شام کو مومن ہونگے۔ اور صبح کو کافر ہوں گے۔ یہ

عیسائیت کے غلبہ

اور اس کے رعب کی ایک علامت ہے بلکہ عیسائیت کو جانے دو۔ اس وقت عیسائیت کا سوال نہیں۔ حکومتوں کا سوال ہے۔

اور رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔ کہ ان حکومتوں کا اتنا رعب ہوگا کہ وُہ لالچ دے کر یا ڈرا دھمکا کر لوگوں کو اپنے مذہب سے منحرف کر دیں گی ؎

غرض اس فتنہ کی رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر اہمیت بیان فرمائی ہے۔ کہ اگر مسلمان کچھ بھی سوچتے تو آج ان کی وُہ حالت نہ ہوتی جو نظر آ رہی ہے، آج وُہی زمانہ ہے جس کے متعلق رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطرہ کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ شام کو انسان مومن ہوگا۔ اور صبح کو کافر۔ صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ ایسے خطرناک فتنہ سے بچنے کے لئے انسان جس قدر بھی دُعائیں کرے۔ کم ہے۔ اور اب تو یہ

خطرہ بڑھتے بڑھتے ہندوستان کے قریب پہونچ گیا

ہے۔ چنانچہ تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کریمیا کے علاقہ میں جرمن داخل ہوگئے ہیں۔ کریمیا سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر ایشیا ہے۔ اور گو یہ پندرہ بیس میل سمندر کا علاقہ ہے۔ مگر ایک قوم کے لئے جو اتنی بڑی قربانیاں کر چکی ہے۔ پندرہ بیس میل کے علاقہ کو عبور کرنا کونسا مشکل کام ہے۔ جب اس علاقہ کو جرمنوں نے طے کر لیا۔ تو آگے کوہ قاف آئے گا۔ اور پھر چند سو میل کے فاصلہ پر ایران اور ایران کے بعد افغانستان اور بلوچستان آجاتے ہیں

پس وُہ جرمن جو لوگوں کو ہزاروں میل پر دکھائی دیتے تھے۔ اب وُہ اپنا آدھا سفر طے کر چکے ہیں۔ بلکہ بعض لحاظ سے وُہ آدھے سے بھی زیادہ سفر طے کر چکے ہیں۔ اور وُہ لحاظ یہ ہے۔ کہ اب ان کے رستہ میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو اُن کا مقابلہ کر سکے۔ روس والوں نے جو مقابلہ کیا ہے۔ بے شک وُہ حیرت انگیز ہے مگر ایران اور افغانستان کی بھلا کیا طاقت ہے۔ کہ وُہ جرمن والوں کا مقابلہ کر سکیں وُہ تو ان ہتھیاروں کے ساتھ جو آج کل یوروپین طاقتوں کے پاس ہیں۔ دو چار ہزار سپاہی بھجوا کر ہی ان ملکوں پر اپنا تسلط قائم کر سکتے ہیں

انگریزوں کی طاقت

بے شک بڑی ہے۔ مگر ہندوستان میں ان کی طاقت نہیں۔ ہندوستان سے متعلق اس وقت انگریزوں کی دس لاکھ فوج ہے۔ جن میں سے باقاعدہ سیکھے ہُوئے اور مسلح سپاہی صرف تین چار لاکھ ہیں۔ لیکن جرمنی اور اس کے ساتھی ممالک کی فوج ایک کروڑ ہے۔ اس ایک کروڑ میں سے دس پندرہ بیس لاکھ سپاہی بھجوا دینا ان کے لئے کوئی مشکل کام نہیں۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ ہندوستان کی آبادی تینتیس کروڑ ہے۔ اور اگر یوروپین ممالک کے طریق پر بھرتی کی جائے۔ تو

تین کروڑ سپاہی

تیار ہو سکتے ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ ہندوستان صنعتی ملک نہیں۔ اور آج کل لڑائی آدمیوں سے نہیں ہوتی بلکہ آج کل بارُود کی لڑائی ہوتی ہے۔ توپوں کی لڑائی ہوتی ہے۔ ٹینکوں کی لڑائی ہوتی ہے۔ ہوائی جہازوں کی لڑائی ہوتی ہے۔ اور ہندوستان میں نہ اتنے ٹینک ہیں۔ نہ اتنے ہوائی جہاز ہیں۔ جو ان سپاہیوں کے کام آسکیں بلکہ ہندوستان ضرورت کے مقابلہ میں ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کا سواں حصّہ بھی تیار نہیں کر سکتا۔ باہر سے جو سامان آتا ہے۔ وُہ بھی اتنا محدُود ہے۔ کہ اس سے کوئی بڑی فوج تیار نہیں کی جا سکتی۔ ایسے خطرناک حالات میں ہندوستان کو بہت زیادہ خطرہ ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وائسرائے لوگ ہندوستانیوں کو بار بار جگا رہے ہیں۔ کہ اُٹھ کر

اپنی حفاظت کا سامان کر لو

ایسا نہ ہو۔ کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔

اس میں کوئی شُبہ نہیں۔ کہ زیادہ تر یہ تحریک حکومت کے نمائندگان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور قدرتی طور پر ان کی تحریک سُنکر خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ شائد وُہ اپنے فائدہ کے لئے کہہ رہے ہیں مثلاً جب کوئی ڈپٹی کمشنر یا وزیر۔ جنگ کے لئے تقریر کرتا ہے۔ تو بے شک لوگ اس وقت دس دس بیس بیس ہزار روپیہ چندہ دے دیتے ہیں۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ وُہ سمجھتے ہیں۔ خطرہ قریب آ رہا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وُہ سمجھتے ہیں۔ یہ دس بیس ہزار روپیہ ایسا ہی ہے۔ جیسے بیج ڈالا جاتا ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس کے نتیجہ میں یا تو انہیں کوئی خطاب مل جائے گا۔ یا انہیں آنریری مجسٹریٹ بنا دیا جائے گا۔ یا ان کے بیٹے کو ہی کہیں مُلازم کرا دیا جائے گا ؎

134

پس وُہ

خطرہ کی اہمیّت

کو سمجھ کر قربانی نہیں کرتے۔ بلکہ گورنمنٹ میں عزت اور رسُوخ حاصل کرنے کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ جو پبلک کے نمائندے ہیں ان میں سے بہت کم ہیں۔ جو سچّے طور پر خطرہ کی اہمیّت کو سمجھتے ہوں۔ اور جو لوگ سمجھتے ہیں۔ وُہ بھی بعض مصالح کی وجہ سے خاموش ہیں:۔

مثلاً

گاندھی جی

نے کچھ عرصہ ہُوا۔ جنگ کی تائید میں اعلان کیا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے بعد میں وُہ ڈر گئے۔ اور کسی نے ان سے کہہ دیا۔ کہ گاندھی جی آپ نے یہ کیا مصیبت سہیڑ لی ہے؟ اگر انگریز جیتے۔ تب تو کوئی بات ہی نہیں۔ لیکن اگر جرمنی جیت گیا۔ تو وُہ کھال ادھیڑ کر رکھ دے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس موقعہ پر چپ رہیں۔ چنانچہ اب ان کی پالیسی یہی ہے۔ کہ وُہ نہ انگریزوں کی تائید کرتے ہیں۔ نہ جرمنوں کی اور سمجھتے ہیں۔ کہ اگر انگریز جیت گئے تو ہم ان سے کہہ دیں گے۔ کہ ہم آپ کے دشمن نہیں تھے۔ اور اگر جرمن جیت گئے تو اُن سے کہہ دیں گے۔ کہ ہم آپ کے دشمن نہیں تھے۔ بہر حال ان کا پہلا اعلان ظاہر بتاتا تھا۔ کہ وُہ خطرہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں مگر اب ان کے دل میں شُبہ ڈال دیا گیا ہے کہ انگریزوں کی کامیابی یقینی نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جرمن ہی جیت جائیں۔ اس لئے آپ اپنی جان بچانے کی کوشش کریں اور کسی ایک طرف نہ جھکیں۔ اور لوگ بھی ہیں جو خطرہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں۔ مگر اُن کی آواز کا اثر بہت کم ہے۔ حالانکہ

حالات نہایت نازک ہیں

اور خطرہ روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے مگر افسوس کہ وُہ لوگ جو ملک کو بیدار کر سکتے ہیں۔ انہیں اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں۔ صرف ہماری جماعت کے لوگ ہی ہیں۔ جنہیں اس خطرہ کی طرف توجہ ہے۔ اور یہ بات تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے کونسی بات زیادہ مفید ہے۔ مگر جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے ہمیں انگریزوں کی نسبت زیادہ حسن ظنی ہے اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ جرمنوں سے زیادہ بہتر ہیں۔ پس ہمارا اپنے علم کی بنیاد پر یہی فرض ہے۔ کہ ہم

انگریزوں کی مدد کریں

گو یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ اس قدر جنگ اور خون ریزی کے بعد بھی انگریزوں کے دِلوں میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہُوا اب بھی حکومت کی طرف سے ہم پر ظلم کئے جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ گورنمنٹ ان ظلموں کا ازالہ کرے۔ وُہ اپنی جھوٹی عزت کو بچانے کے لئے بہانے بناتی رہتی ہے۔ اور غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم اس وقت جواب دیں گے۔ جب کوئی بہانہ مکمل ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بعض نوجوان گو میرے کہنے پر فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں۔ مگر جب وُہ مجھ سے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم آپ کے کہنے پر فوج میں جا رہے ہیں۔ ورنہ سچی بات یہی ہے کہ

ہمارے دِل انگریزوں کے ساتھ نہیں

ہمارا تجربہ بھی یہی ہے کہ ابھی تک ان میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہُوا۔ وُہ یہی چاہتے ہیں کہ کسی طرح لوگ ان کی اطاعت کرتے جائیں اور انہیں جی حضور کہتے رہیں۔ ورنہ اگر کوئی سچائی لے کر کھڑا ہو جائے۔ اور ان کی غلطی پکڑ لے۔ تو وُہ اپنی غلطی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے انگریزی حکومت کے ماتحت کم سے کم پنجاب میں ہم سے یہی سلوک ہو رہا ہے ؎

اور جب اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں تو دلوں میں سے دعائیں نکلنی مشکل ہو جاتی ہیں۔ لیکن بہر حال عقلمند وہی ہوتا ہے۔ جو دوسرے کے فعل کو دیکھنے کی بجائے اصل واقعات کو دیکھے۔ اور وہ راہ اختیار کرے جو صحیح اور درست ہو۔ ہم اگر صرف حکومت کے بعض افسروں کے رویہ کو دیکھیں تو بے شک کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ ان حالات میں

ہم حکومت کی کیوں مدد کریں

لیکن اگر ہم حالات کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں کہ اس وقت دنیا پر جو مصیبت چھائی ہوئی ہے۔ اس کا اثر صرف انگریزوں پر ہی نہیں۔ بلکہ ہم پر بھی پڑنے والا ہے۔ تو ہماری عقل یہی فیصلہ کرے گی۔ کہ ہمیں انگریزوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنی چاہیئے۔ اور دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ اللہ تعالے اس فتنہ کو جلد دُور کرے۔

اللہ تعالےٰ کے اختیار میں

سب کچھ ہے۔ بیسیوں مواقع اس جنگ میں ایسے پیدا ہوئے۔ جب یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اب انگریز جرمنوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ ایک وقت تو ایسا آیا۔ کہ خود انگریز یہ سمجھتے تھے۔ کہ اب ہمارے لئے جرمنی کا مقابلہ کرنا مشکل ہے مگر اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت مجھے یہ خبر دے دی تھی۔ کہ انگریزی حکومت ختم نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔

انگریز اگر سوچتے

تو ان کے لئے یہی نشان کافی تھا چنانچہ کتنی دردناک تقریر تھی مسٹر چرچل وزیر اعظم کی۔ جب انہوں نے کہا کہ اب وہ دن آگیا ہے۔ کہ ہماری قوم پر جرمن حملہ آور ہوں۔ ہم سمندر کے کناروں پر جرمنوں کا مقابلہ کریں گے۔ اور اگر سمندر کے کناروں پر مقابلہ نہ ہو سکا۔ اور وہ اندر داخل ہو گئے تو ہم اپنے شہر میں ان کا مقابلہ کریں گے پھر لنڈن کی گلیوں میں ان کا مقابلہ کرینگے اور اگر پھر بھی ہم دشمن کا مقابلہ نہ کر سکے اور وہ ہمارے ملک پر قابض ہو گیا۔ تو ہم کینیڈا چلے جائیں گے۔ اور وہاں سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ گویا وزیر اعظم بھی اس بات کا امکان سمجھتے تھے۔ کہ جرمن ساحل انگلستان پر حملہ کرے گا۔ اور پھر اس میں وہ کامیاب ہو کر آگے بڑھے گا۔ اور لنڈن میں اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور پھر وہ اس بات کا بھی امکان سمجھتے تھے۔ کہ حکومت لنڈن سے بھاگ جائے۔ اور کینیڈا میں جا کر دشمن کا مقابلہ کرنا پڑے۔ اس وقت

خدا تعالیٰ نے مجھے یہ خبر دی

تھی کہ یہ چھ مہینے پہلے کی بات ہے۔ یعنی چھ مہینے کے بعد انگریزوں کی حالت بدل جائے گی۔ اور پھر وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ چنانچہ ٹھیک چھ ماہ کے بعد ان کی حالت تبدیل ہوئی اور وزیر جنگ نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ آج سے چھ ماہ پہلے سوائے بیوقوف کے اور کوئی شخص یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ ہم اس جنگ میں فتح حاصل کر لیں گے اب کہاں تو انگریزوں کی یہ حالت تھی۔ کہ وزیر اعظم تک کہہ رہا تھا۔ کہ اگر حالات بگڑے تو ہم لنڈن چھوڑ کر کینیڈا چلے جائیں گے۔ اور کہاں یہ حالت ہوئی کہ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بتایا تھا۔ چھ ماہ کے بعد ان کی حالت پہلے سے بہت مضبوط ہو گئی۔

غرض انگریز اگر سوچتے تو ان کے لئے یہی نشان کافی تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ان کی سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی۔ کہ ہمارے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا

خدا سے مقابلہ کرنا

ہے۔ اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اگر انہوں نے اپنے رویہ کو نہ بدلا۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے غضب کے مورد ہو جائیں گے۔ بہر حال وہ جو کچھ چاہتے ہیں کریں۔ ہم نے ان کا معاملہ خدا پر چھوڑا ہوا ہے۔ انہوں نے سلسلہ کی جو

تازہ ہتک

کی ہے۔ اس کے متعلق ہم اس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ حکومت کی طرف سے جواب آجائے۔ ان کی کارروائیوں کا ہمیں درمیان میں علم بھی ہوتا رہتا ہے۔ مگر بہر حال جو ہمارا فرض ہے وہ ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔ اور اس جنگ میں انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی دن ایسا آیا جب خدا نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ انگریز بھی ویسے ہی ہو گئے ہیں جیسے جرمنی والے بُرے ہیں۔ تو خدا خود ہمیں کہے گا۔ کہ اب انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنا چھوڑ دو۔ اور غیر جانبدار ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور جب اس نے فیصلہ کیا کہ انگریز جرمن سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ تو خدا ہمیں خود حکم دے گا۔ کہ اب

جرمنوں کی کامیابی کیلئے دعائیں

مانگنا شروع کر دو۔ مگر جب تک خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیں کوئی ایسا حکم نہیں ملتا۔ اس وقت تک ہمارا یہی فرض ہے۔ کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں کے لئے دعا کی ہے۔ پس جب تک وہ دعا قائم ہے۔ اور جب تک خدا تعالےٰ ہمیں نہیں بتاتا کہ اب حالات بدل گئے ہیں۔ اور اس دعا کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اس وقت تک ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنی دعاؤں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا کے ساتھ ملائیں۔

ہمیشہ کے لئے تو کوئی چیز قائم نہیں

رہتی۔ وہی مدینہ کی گلیاں جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ امن کی جگہ ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ان میں فساد ہوا۔ پس پیشگوئیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور ایک وقت ایسا آسکتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعا کا زمانہ ختم ہو جائے۔ مگر یہ خدا تعالےٰ ہی بتا سکتا ہے۔ کہ وہ وقت آیا ہے یا نہیں۔ ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم آپ ہی آپ یہ فرض کر لیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ یہ انتہاء درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہوگی۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر حکومت کریں۔ جو چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام سے معلوم ہوئی ہے یا تو اسی الہام میں کوئی ایسی مخفی بات ہو سکتی ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہو کر بتا دے۔ کہ اب اس دعا کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اور یا پھر تازہ الہام ہی کسی پہلے الہام کو بدل سکتا ہے۔ بہر حال جب تک اللہ تعالےٰ ہمیں کوئی ایسی بات نہیں بتاتا۔

ہماری جماعت کا فرض

ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے اپنی دعاؤں کو ملائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس فتنہ سے ہمارے ملک کو بھی بچائے۔ اور انگریزوں کو بھی محفوظ رکھے۔ اس وقت بعض اس قسم کے

خطرناک حالات

پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ اندر ہی اندر سخت تشویش پیدا ہو رہی ہے۔ اور ایسے نازک حالات سمجھے جاتے ہیں۔ کہ ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ کہ جس طرح یکدم بند ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اچانک کوئی ایسی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ جس کا مقابلہ کرنا مشکل ہو۔ دُوسری طرف ہم دیکھتے ہیں۔ کہ

ہمارے ملک میں

اندرونی طور پر کوئی امن نہیں۔ اگر حکومت کمزور ہو گئی۔ تو قومیں ایک دوسرے کا گلا گھونٹنے کے لئے اٹھ کھڑی ہونگی سچا تقوےٰ لوگوں کے قلوب میں نہیں پایا جاتا۔ ہندو مُسلمان کے خون کا پیاسا ہے۔ اور مسلمان ہندو کے خون کا پیاسا۔ سکھ عیسائیوں کے دشمن ہیں۔ اور عیسائی سکھوں کے دشمن ہیں یہی حال دُوسری قوموں کا ہے۔ ایک دُوسرے کی ہمدردی اور محبت کے جذبات مٹ چکے ہیں۔ اور دشمنی اور عناد دلوں میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہُوا ہے۔ ایسے حالات میں

اگر حکومت کمزور ہو جائے

تو باہمی عناد بہت بڑھ جائے گا اور ہماری جماعت کے لئے تو غیر معمولی خطرات پیدا ہو جائیں گے۔ ہمارے ارد گرد مختلف قومیں چوری چوری ہتھیار جمع کر رہی ہیں۔ چوری چوری گولہ بارود جمع کر رہی ہیں۔ اور ان کی دلیری یہاں تک بڑھی ہوئی ہے کہ بعض لوگ احمدیوں کے پاس بھی پہونچے۔ اور ان سے کہنے لگے کہ اپنی بندوقیں زیادہ قیمت پر ہمارے پاس بیچ ڈالو۔ ایسے خطرہ کے موقعہ پر بالخصوص چھوٹی جماعتوں کے لئے

خدا کے سوا اور کوئی سہارا نہیں

ہوتا۔ مگر افسوس ہے۔ ابھی تک ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی اس فتنہ کی اہمیت کا پوری طرح احساس نہیں ہوا۔ بیسیوں لوگ ہیں۔ جو باوجود میرے خطبات سننے کے آنے والے خطرہ سے بالکل غافل ہیں۔ اور دل میں سمجھتے ہیں۔ کہ انگریزوں سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ انگریز بھی ہمارے دشمن ہیں۔ اور جرمن بھی ہمارے دشمن ہیں اور وہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ انگریزوں سے ہماری کوئی قومی دشمنی نہیں۔ بلکہ اس وقت تک پنجاب کی حکومت کے صرف چند افراد ہیں جن سے ہمیں شکایت ہے۔ اور اُن چند افراد کی دشمنی کو تمام قوم کی دشمنی قرار دینا بہت بڑی حماقت ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ وہی

ہجوم والی روح

ہوگی جو شہروں میں بالعموم نظر آتی ہے۔ کوئی مسلمان کسی ہندو سے لڑ پڑتا ہے اور اس لڑائی میں مثلاً مسلمان مارا جاتا ہے۔ اب مسلمان نہ یہ دیکھتے ہیں کہ جو مسلمان مارا گیا ہے وہ کیسے اخلاق رکھتا تھا۔ نہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کس جگہ کا رہنے والا تھا۔ نہ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ ظالم تھا یا مظلوم تھا۔ نہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ لڑائی کس بات پر ہوئی۔ بس یہ دیکھ کر کہ ایک ہندو کے ہاتھ سے مسلمان مارا گیا ہے جوش میں کھڑے ہو جائیں گے اور ہندوؤں کو مارنے لگ جائیں گے۔ فرض کرو۔ راستہ میں کوئی ہندو چلا آرہا ہے۔ اس کی بیوی سخت بیمار ہے۔ اور وہ اس کے علاج کے لئے کسی ڈاکٹر کی طرف جارہا ہے۔ اُسے دیکھ کر مسلمان جھٹ کھڑا ہو جائے گا۔ اور بغیر اس کے کہ یہ جانتا ہو وہ ہندو کون ہے۔ کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور اس کی مسلمانوں سے کوئی دشمنی بھی ہے یا نہیں۔ جھٹ اللہ اکبر کہکر خنجر اس کے پیٹ میں اتار دیگا۔ حالانکہ اس فعل سے اللہ اکبر کہاں ہوا۔ اس سے تو الشیطان اکبر ہوا۔ خدا کی بڑائی تو تب تھی۔ کہ کسی مظلوم اور بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھایا جاتا۔ بلکہ اس کی مدد کی جاتی۔ مگر جب ایک بے گناہ اور مظلوم کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ خدا کی بڑائی کہاں ہوئی۔ یہ تو شیطان کی بڑائی ہوئی۔ یہی حال ہندوؤں کا ہے اس قسم کے فسادات کے موقعہ پر ہندو ہوں کو اگر کوئی مسلمان نظر آتا ہے۔ تو خواہ وہ بے چارہ امرتسر سے اپنا کوئی سودا لینے کے لئے ہی لاہور گیا ہو۔ اُسے ہرے رام کہکر موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔ یہ

ہجوم کی سپرٹ

کہلاتی ہے۔ اور اس میں بغیر یہ جاننے کے کہ مقابل میں کون ہے۔ انسان دوسرے پر حملہ کر دیتا ہے۔ جب ایک آدمی دوسرے آدمی کے سامنے آتا ہے تو وہ جانتا ہے۔ کہ میرے مقابلہ میں کون ہے۔ مگر جب ہجوم ہجوم کے مقابلہ میں ہو تو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کون کس پر حملہ کر رہا ہے۔ اسی وجہ سے اس قسم کے اندھا دھند حملوں کو ہجومی روح کے ماتحت قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسمیں بھی گو ایک آدمی دوسرے آدمی کو مارتا ہے۔ مگر چونکہ بلا وجہ اور بلا سبب کے مارتا ہے۔ اسلئے اس کی سپرٹ ہجوم والی سپرٹ کہلاتی ہے۔ پس اگر ہم بھی بعض افسروں کی وجہ سے تمام انگریز قوم کو دشمن سمجھنے لگیں۔ تو ہجومی روح کا ہی مظاہرہ کریں گے۔ جو کوئی پسندیدہ بات نہیں ہو سکتی۔

ہمارا طریق یہی ہے

کہ جب تک ساری قوم پر اتمام حجت نہ کریں۔ اسوقت تک تمام قوم کو اپنا دشمن نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ جو فرد ہماری دشمنی کریگا۔ ہم صرف اس کا مقابلہ کرینگے یا اگر مناسب سمجھیں گے تو اسے معاف کر دیں گے۔ اگر سلسلہ کا مفاد یہ چاہتا ہو۔ کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ تو ہم معاف کر دیں گے۔ اور اگر سلسلہ کا مفاد یہ چاہتا ہو۔ کہ اسے معاف نہ کیا جائے تو ہم اسے معاف نہیں کریں گے۔ بہرحال ہم فرد کو ہی اپنے سامنے رکھیں گے۔ قوم کو نہیں۔ اور اگر ان افراد کے معاملہ میں ہماری بات نہ سنی جائے۔ تو ہم بالا حکام کے سامنے اپنا معاملہ رکھینگے اور اگر انہوں نے بھی نظر انداز کر دیا تو ہم ساری قوم کے سامنے اُسے رکھینگے اور اگر قوم نے بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ تو پھر ہم کہہ سکیں گے۔ کہ وہ قوم کی قوم ہمارے ساتھ انصاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس وقت ہمارا حق ہوگا۔ کہ ہم اُن کی

مدد کرنے سے انکار کر دیں

لیکن اس سے پہلے ہمارے لئے مدد سے انکار کرنا جائز نہیں۔ اور گذشتہ واقعات میں ہمارا تجربہ یہی ہے۔ کہ جب ہم نے بالا حکام کے پاس اپیل کی۔ تو وہ رائیگاں نہیں گئی۔ البتہ کچھ عرصہ سے انہوں نے الزام سے بچنے کا ایک نیا طریق نکالا ہے۔ کہ انگریز وزراء پر ذمہ داری ڈال دیتے ہیں۔ اور وزراء انگریزوں پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ

شتر مرغ والا ایک نیا ڈھنگ

انہوں نے نکالا ہے۔ اور ہر شخص اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر حالات یہی رہے۔ تو کم سے کم ہمیں سمجھنا پڑیگا کہ کانگرس اپنے اس مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہے۔ کہ ہندوستان کی حکومت کلیتہً ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے۔ یہ

دو عملی حکومت اچھی نہیں

کہ انگریز حکام سے کوئی بات پوچھی جائے تو وہ اس کی ذمہ داری وزراء پر ڈال دیں اور وزراء سے دریافت کیا جائے۔ تو وہ انگریز حکام پر اس کی ذمہ داری ڈال دیں۔ یہ شتر مرغ والی چال ملک کیلئے سخت نقصان رساں ہے۔ اور اگر واقعات اسی طرح ہوتے رہے۔ تو کم سے کم ہم اس نتیجہ پر ضرور پہنچ جائیں گے۔ کہ دو عملی حکومت نہیں ہونی چاہیئے۔ اور انگریزوں کا حکومت میں بالکل کوئی دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ گورنر صرف صاحب سلامت کہنے کے لئے ہو۔ جیسے کینیڈا یا آسٹریلیا میں اس کی مثال ملتی ہے۔

بہرحال جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ جب تک قومی طور پر انگریزوں پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو۔ اس وقت تک اس واقعہ کو انگریز قوم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔ اسوقت ہمارے اور ان کے فوائد مشترکہ ہیں۔

اگر خدانخواستہ ہندوستان پر حملہ ہو جائے

تو جرمن فوجیں صرف انگریزوں کو ہی نہیں ماریں گی۔ بلکہ وہ ہر غریب سے غریب اور امیر سے امیر شخص کو لوٹینگی۔ اگر کسی غریب کے گھر صرف دس سیر دانے پڑے ہونگے۔ تو وہ ان دس سیر دانوں کو بھی اٹھا کر لے جائینگی۔ کیونکہ انہیں کھانے کے لئے چیزوں کی ضرورت ہوگی۔ یہ تو نہیں۔ کہ وہ اپنے کھانے کے لئے جرمنی سے چیزیں منگوائیں گی۔ لازماً فوجیں اپنے کھانے کے لئے ہندوستان کے لوگوں کو ہی لوٹیں گی۔ پھر جس طرح بھیڑیں اور بکریاں دوڑتی پھرتی ہیں۔ اسی طرح وہ آگے آگے ہونگے اور پیچھے پیچھے جرمن فوجیں ہونگی۔ نہ کسی کو یہ پتہ ہوگا۔ کہ اس کی بیوی کہاں ہے۔ نہ کسی کو یہ پتہ ہوگا۔ کہ اس کے بچے کہاں ہیں۔ نہ کسی کو یہ پتہ ہوگا۔ کہ اس کے دوست کہاں ہیں پس ان

خطرات کو محسوس کرو

اور ان کی اہمیت کے مطابق ان کیلئے دعائیں کرو۔ اور یاد رکھو کہ خالی دعا قبول نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ دعا قبول ہوا کرتی ہے۔ جو حالات کے مطابق ہو اس وقت ہمارے پاس دنیوی لحاظ سے کوئی ایسے سامان نہیں جن سے ہم انگریزوں کی مدد کر سکتے ہوں۔ ہم زیادہ سے زیادہ یا تو چندہ دے سکتے ہیں۔ یا اپنے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کرا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیوی سامانوں میں سے ہمارے پاس کوئی سامان نہیں۔ لیکن ہمارا بھروسہ ان سامانوں پر نہیں بلکہ دعا پر ہے۔ اور وہ ایک بہت بڑا ہتھیار ہے جو خدا تعالےٰ نے ہمیں عطا کیا ہوا ہے۔ اگر ہم سچے دل کیساتھ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرتے رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارے لئے جو بات بہتر ہے وہ ہو کر رہے گی۔ اگر

خدا تعالےٰ کے نزدیک بہتر بات

یہ ہوئی کہ

دونوں قومیں تباہ ہو جائیں

تو وہ دونوں قوموں کو تباہ کر دے گا۔ اور اگر خدا تعالےٰ کے نزدیک یہ بات بہتر ہوئی

کہ کسی ایک کو فتح دے۔ تو جس کی فتح اس کے نزدیک زیادہ بہتر ہوگی اسی کو فتح حاصل ہوگی مگر تم کو صرف وہی دعا کرنی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مانگی ہے آگے خدا اسے جس خانہ میں چاہیگا ڈال دیگا کیونکہ خدا دعا کے الفاظ کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ مومن کی نیت کو دیکھتا ہے۔ جب تم خدا تعالےٰ سے یہ دعا مانگو گے کہ وہ انگریزوں کو فتح دے اور جب تمہاری یہ دعا محض اس لئے ہوگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی یہ دعا مانگی ہے۔ لیکن خدا کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا زمانہ ختم ہو چکا ہوگا۔ تو وہ دعا کے الفاظ کے مطابق نہیں بلکہ اس کی روح کے مطابق تم سے سلوک کریگا۔ اور اس بات کو دیکھکر کہ تمہارا اصل منشاء اس دعا سے یہی کہ

دنیا میں امن قائم ہو

وہ دنیا میں امن قائم کر دیگا۔ چاہے وہ کسی صورت میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مثنوی میں مولٰنا روم نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ جنگل میں سے گذر رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا

ایک گڈریا

بیٹھا ہے وہ اپنی گدڑی میں سے جوئیں نکالتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یا اللہ اگر تو مجھے مل جائے تو میں اپنی بکریوں کا تازہ تازہ دودھ تجھے پلاؤں۔ اے اللہ اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیرے پیر دباؤں تجھے کانٹے چبھ جائیں تو تیرے پاؤں میں سے کانٹے نکالوں۔ تجھے جوئیں پڑ جائیں تو تیرے کپڑوں میں سے جوئیں نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سُنا تو اسے سوٹا مارا اور کہا احمق خدا کی ہتک کرتا ہے۔ کیا اللہ بھی بھوکا اور پیاسا ہو سکتا ہے۔ وہ تو رازق ہے۔ سارے جہان کو روزی دیتا ہے لیکن اگر اسے بھوک بھی لگے تو کیا وہ تیری بکریوں کا دودھ ہی پیئگا اور وہ تو اقتور خدا ہے مگر تیرے نزدیک وہ ننگے پاؤں پھر رہا ہے اور مانے جوتی تک نصیب نہیں اور کانٹے اس کے پاؤں میں چبھ چبھ جاتے ہیں پھر تو یہ سمجھتا ہے کہ تیری طرح اس نے سڑی ہوئی گدڑی پہنی ہوئی ہے اور اس میں جوئیں پڑی ہوئی ہیں۔ وہ بے چارہ تو جوش محبت میں خدا تعالےٰ سے اس طرح پیار کی باتیں کر رہا تھا کہ گویا خدا ایک معصوم بچہ ہے۔ جو اس نے اپنی گود میں اٹھایا ہوا ہے۔ مگر جب اسے سوٹا پڑا تو دل پکڑ کر اور مایوس ہو کر بیٹھ رہا۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الہام نازل کیا کہ اے موسےٰ تو نے آج

ہمارے بندے کا دل بہت دکھایا

اے موسےٰ تو اپنے علم کے مطابق ہم سے محبت کرتا ہے اور وہ اپنے علم کے مطابق ہم سے محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ تیرا کیا حق تھا کہ تو اس کی باتوں میں دخل دیتا ہمیں تو اس کی یہی باتیں پیاری لگ رہی تھیں۔

اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک بندہ اللہ تعالےٰ سے دعا کر رہا تھا کہ تو میرا اللہ ہے اور مَیں تیرا بندہ ہوں مگر اسے دعا کرتے کرتے کچھ ایسا جوش آیا کہ وہ حالت بے اختیاری میں کہنے لگا اے اللہ مَیں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اس نے یہ کہا تو اللہ تعالےٰ کو اس کی یہ بات بڑی ہی پیاری معلوم ہوئی۔ کیونکہ

جوشِ محبّت میں

اسے یہ ہوش ہی نہ رہا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مومن کی نیت اور اس کے ارادہ کو دیکھتا ہے۔ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے مُنہ سے الفاظ کیا نکل رہے ہیں۔ مثلاً وہی الفاظ جن کا مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے اگر کوئی دانستہ کہیگا تو وہ گنہگار ہوگا۔ لیکن اگر کسی کی زبان سے جوش محبت میں مدہوشی کی حالت میں نکل جائیں تو وہ گنہگار نہیں ہو سکتا۔ تو

اللہ تعالےٰ صرف لفظوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اس روح کو دیکھتا ہے جو الفاظ کے پسِ پردہ کام کر رہی ہوتی ہے۔ جب ایک شخص اللہ تعالےٰ کے سامنے دعا کرنے کے لئے جاتا ہے اور وہ پوری طرح اپنے نفع اور نقصان کو سمجھ کر جاتا ہے تو ایسی حالت میں اگر وہ کوئی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسے اس طرح قبول نہیں کرتا جس طرح وہ دعا مانگ رہا ہوتا ہے بلکہ اس رنگ میں قبول کرتا ہے۔ جس رنگ میں اس دعا کا قبول ہونا اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اس طرح گو بعض دفعہ اسے یہ خیال گذرتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی دعا قبول ہو چکی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ اس کے لئے وہ امر ظاہر کرتا ہے جو اس کے لئے مفید ہوتا ہے۔ گو بظاہر وہ اس کی مراد کے خلاف ہی کیوں نہ نظر آئے مثلاً ایک شخص کا بیٹا سخت بیمار ہے اور وہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ میرے بیٹے کو صحت دیدے۔ اب بظاہر دعا اسی رنگ میں پوری ہونی چاہیئے کہ اس کا بیٹا تندرست ہو جائے مگر اللہ تعالےٰ کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر اس کا بیٹا زندہ رہا تو وہ بڑا ہو کر چور یا ڈاکو یا فسادی بنیگا اور اس طرح اپنے باپ اور خاندان کی بدنامی کا موجب ہوگا۔ اس وقت جب وہ یہ دعا کر رہا ہوگا کہ یا اللہ میرے بیٹے کو صحت دے اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیگا کہ یہ میرا بندہ مجھے بڑا پیارا ہے ہم نے اس کی دعا قبول کر لی ہے۔ جلدی جاؤ اور اس کے بیٹے کی روح قبض کر لو۔ تا ایسا نہ ہو کہ بڑا ہو کر وہ خود بھی گنہگار بنے اور اپنے خاندان کی بدنامی کا بھی موجب بنے۔ پس وہ دعا تو یہ کر رہا ہوتا ہے۔ کہ میرا بیٹا بچ جائے مگر چونکہ خدا یہ جانتا ہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو بدنامی کا موجب ہوگا اس لئے وہ دعا کو اس رنگ میں قبول کر لیتا ہے کہ اسے وفات دیدیتا ہے اور اس طرح اسے بدنامی سے بچا لیتا ہے دنیا سمجھتی ہے کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ مگر واقعہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی

دعا قبول ہو چکی ہوتی ہے

پس تم اس بات سے مت ڈرو کہ تمہارا مستقبل کیا ہے مستقبل کا کام خدا سے تعلق رکھتا ہے تمہارا کام ظاہر پر فیصلہ کرنا ہے۔ اور ظاہر میں ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کی ہوئی ہے۔ پس تم یہی دعائیں کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ انگریزوں کو فتح دے۔ اگر انگریزوں کی فتح میں تمہارے لئے بہتری ہے تو اللہ تعالےٰ انگریزوں کی فتح کے سامان پیدا کر دے گا۔ اور اگر ان کی فتح میں بہتری نہیں تو پھر جس بات میں بھی تمہارے لئے بہتری ہے اللہ تعالےٰ اسے پیدا کر دے گا۔ مگر تم بہرحال اسی صف میں کھڑے ہو جاؤ گے جس صف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہیں۔

پس دعائیں کرو اور اس شان سے کرو جس شان کا یہ فتنہ ہے۔ یہ نہیں کہ کسی وقت خیال آیا تو دعا کر لی بلکہ اتنی توجہ اور اتنے درد سے دعائیں کرو۔ کہ

تمہاری نیندیں تم پر حرام ہو جائیں

تم بیٹھو تو اس وقت بھی لیٹو تو اس وقت بھی۔ اُٹھو تو اس وقت بھی۔ غرض ہر حرکت اور ہر سکون کے وقت یہ دعائیں تمہاری زبان پر جاری رہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ جب کسی دعا کی طرف میری اتنی توجہ ہو کہ جب مَیں سو کر اٹھوں تو اس وقت بھی وہ دُعا میری زبان پر جاری ہو تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اب وہ دعا قبول ہو کر رہیگی۔ کیونکہ خدائی تصرف کے ماتحت وہ میری زبان پر جاری ہوتی ہے جب مَیں سو جاتا ہوں تو وہ دعا برابر میرے قلب میں سے نکلتی رہتی ہے۔ اور جب مَیں اٹھتا ہوں تو وہ میری زبان پر جاری ہوتی ہے۔ اُس وقت میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ خدا تعالےٰ کی اٹل تقدیر ہے۔

پس ایسی ہی دعائیں کرو سوتے جاگتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے غرض

ہر حالت میں گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کرو

تا اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان فتنوں کو جلد سے جلد دور کر دے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد
مرکزی چندوں کی رقم کو بلا منظوری خرچ کرنیکے متعلق

فرمایا:۔ "کسی جماعت کو مرکزی چندہ خرچ کرنا بلا منظوری کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ کام کر کے بعد میں منظوری لینا نہ صرف خلاف قانون ہے بلکہ خلاف عقل بھی ہے۔ کیونکہ اس طرح نظام بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی اجازت کسی جماعت کو دیجائے تو یقیناً یہ مرض دوسری جماعتوں میں پھیل جائیگا۔ اور مرکزی کاموں کو سخت حرج پہنچیگا۔

پس اخبارات کے ذریعہ اعلان کر دیا جائے کہ کسی جماعت کو مرکزی فنڈ خرچ کرنے کی خواہ امید منظوری کیوں نہ ہو اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی انجمن ایسا کرے گی تو اس کے عہدیداروں کو الگ کیا جائے گا۔ اور اس انجمن کو جب تک وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہ کرے تسلیم نہ کیا جائیگا۔

ارشاد بالا کے مطابق مقامی عہدہ داروں کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ مرکزی چندوں کا روپیہ بلا منظوری نظارت ہذا مقامی طور پر خرچ نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی بلا وجہ روکا جایا کرے۔ امید ہے عہدیداران محتاط رہیں گے۔

ناظر بیت المال

میاں عبدالرحیم صاحب عرف جرنیل کاٹھ گڑھی اور اُن کی منکوحہ کا
اخراج از جماعت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں اور دیگر مواقع خطبات میں بارہا جماعت کو آگاہ فرمایا ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر نکاح شریعت اسلام کی رو سے نکاح نہیں۔ بلکہ ایک صورت اغوا ہے جس سے ہماری جماعت کو بچنا چاہیئے۔

نظارت امور عامہ نے ابھی لمبا عرصہ نہیں گذرا کہ اس بارہ میں شریعت کے احکام کی الفضل کے ذریعہ سے یاددہانی بھی کرائی تھی۔ مگر اس یاددہانی کے باوجود پھر اس قسم کی شکایت نظارت کے سامنے گو وہ بطور شاذ کے ہوئی ہے آجاتی ہے۔ اسی قبیل سے عبدالرحیم صاحب عرف جرنیل مذکور کے خلاف شکایت موصول ہوئی۔ بعد تحقیق ان کے خلاف اور لڑکی کے خلاف الزام ثابت ہوا۔ انہوں نے بغیر والدین کی اجازت کے اپنا نکاح پڑھوایا۔ گو وہ پہلے سے منسوب تھے۔ مگر محض منسوب ہونا نکاح نہیں کہلاتا۔ تا وقتیکہ ضروری مقرر کردہ مراسم ادا نہ ہوں۔ ان مراسم کے ادا ہونے سے پہلے والدین نے بعض وجوہات کی بنا پر فیصلہ کر دیا کہ وہ اس نسبت کو فسخ کرتے ہیں۔ مگر اُن کے اس فیصلہ کے خلاف عبدالرحیم صاحب عرف جرنیل نے خلاف شریعت فعل کا اقدام کیا ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عبدالرحیم صاحب عرف جرنیل ساکن کاٹھ گڑھ اور اُن کی منکوحہ نذیرہ بیگم صاحبہ دختر احمد علی خان صاحب ساکن کاٹھ گڑھ کو جماعت سے خارج کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے فعل سے شریعت اسلامیہ کی بے حرمتی کی ہے نظارت نے ان سے یہانتک تعاون کرنے کا وعدہ کیا۔ کہ والدین کو رضامند کرنے کی کوشش کرنے کا انتظام مدنظر رکھا۔ مگر اس سے ان دونوں نے فائدہ نہ اٹھایا۔ ناظر امور عامہ قادیان

نفع مند کام پر روپیہ لگانیوالوں کیلئے عمدہ موقعہ

جو دوست اپنا روپیہ کسی نفع مند کام پر لگانا چاہیں انہیں چاہیئے کہ میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ ایسا روپیہ جائداد کی کفالت پر لیا جاویگا۔ جو انشاء اللہ ہر طرح سے محفوظ رہیگا اور نفع لائیگا۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

136

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق اعلان

جلسہ سالانہ میں وقت بہت تنگ رہ گیا ہے۔ لیکن وصولی ابھی تک بہت ہی کم ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات ابھی سے شروع ہیں۔ اور اشیائے خوردنی کی گرانی کی وجہ سے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ لہذا عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اس چندہ کی فراہمی کیلئے فوری توجہ فرمائیں۔ اور اپنا مقررہ بجٹ جلد پورا کر دیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کیلئے کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

ناظر بیت المال

تقرر سکرٹری مال کا اعلان

آئندہ کیلئے مولوی عبدالغفار صاحب کو سیکرٹری مال جماعت احمدیہ بیچ مرگ ضلع بارہ مولا کشمیر مقرر کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت سے التماس ہے کہ ان سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

ناظر بیت المال

تقرر سکرٹری مال جماعت احمدیہ سونگھڑہ

آئندہ کے لئے سید عبدالحلیم صاحب کٹکی کو سکرٹری مال جماعت احمدیہ سونگھڑہ مقرر کیا جاتا ہے۔ احباب جماعت سے استدعا ہے کہ اُن سے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال

ککروں کا علاج

جب میں امریکہ میں تھا تو وہاں ایک ڈاکٹر سے ملنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ جو علاج چشم کے واسطے تمام ملک میں سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اس کا نام ڈاکٹر بونائن تھا۔ اور شہر نائلز میں رہتا تھا۔ اگرچہ نائلز ایک چھوٹا سا قصبہ تھا مگر لوگ دور دور سے اس کے پاس علاج کیلئے آیا کرتے تھے۔ اور آنکھوں کے مریضوں کا ایک بڑا ہجوم ہر وقت اس کے پاس رہتا تھا۔ ان دنوں میں اخبار سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو آنکھوں میں ککروں کی تکلیف رہتی تھی میں نے اس سے ذکر کر کے مشورہ چاہا۔ اس نے مجھے ایک نسخہ لکھ کر دیا جو میں نے حضرت صاحب کو بھیج دیا اور بعد میں حضرت صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ نسخہ مفید ثابت ہوا۔ اس بات کو معلوم کر کے بعض دوست مجھ سے وہ نسخہ طلب کرتے رہے۔ لیکن مجھ سے وہ پرچہ گم ہو گیا تھا۔ اتفاق سے اب پرانے کاغذوں میں مل گیا ہے۔ اس لئے فائدہ عام کیلئے اس کو درج…

ضروری تصحیح:۔ ۱۳ نومبر کے اخبار کے اعلان میں غلطی سے "ویدک یونانی دواخانہ کمپنی لمیٹڈ قادیان" کے الفاظ رہ گئے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کر دے سیکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۵۹۷۹:۔ منکہ محمد اکرم بیگ ولد مرزا جیون بیگ قوم مغل ذات برلاس پیشہ پنشنر عمر تخمیناً ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکنہ گجرات پنجاب محلہ فتو پورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ بہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ صرف ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ بمبلغ للعہ پنشن ماہواری اور دو روپے انجمن احمدیہ مخصل۔ کل ماہوار آمدنی مبلغ ۸ روپے ہوتی ہے۔ اس کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ بعد میں جو جائیداد اس کے علاوہ میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وصیت پر قائم رہونگا۔ العبد: محمد اکرم بیگ پنشنر گجرات محلہ فتو پورہ۔ گواہ شد: محمد یوسف

رنگپور ڈسٹرکٹ گجرات۔ گواہ شد:۔ احمد دین ولد اللہ دین موصی۔ گواہ شد:۔ فضل احمد خان پی۔ ٹی۔ ایس۔ گجرات۔

نمبر ۵۶۳۹:۔ منکہ جلال الدین ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جٹ سنجرا پیشہ زمینداری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت نومبر ۱۹۱۹ء ساکن چک نمبر ۳۷ جنوبی ڈاکخانہ چک ۳۳ جنوبی ملکیوالا ضلع شاہپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۶ بہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ لیکن میرا گذارہ زمینداری آمد پر ہے۔ جسکا اندازہ سالانہ مبلغ ۴۵ روپیہ ہے۔ میں اپنی آمد کا دسواں حصہ سال کے دوران میں فصل ربیعہ اور خریف پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر جسقدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لہذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کردی۔ کہ سند رہے۔ العبد۔ جلال الدین موصی بقلم خود گواہ شد:۔ چوہدری ظہور احمد باجوہ بی۔ اے چک ۳۳

جنوبی ملکیوالہ۔ گواہ شد:۔ چوہدری فیض احمد انسپکٹر بیت المال

نمبر ۵۹۷۸:۔ منکہ زینب بی بی بیوہ منشی وزیر علی شاہ مرحوم قوم سید عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۴ء ساکن ماہل پور ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰ بہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی وزنی قریباً اٹھارہ تولہ و زیور نقرئی قریباً پچاس تولہ جسکی قیمت اسوقت مبلغ ۷۳۰ روپے ہے۔ اور اسکے علاوہ مبلغ ۱۸۰ روپے سیونگ بنک میں ہے۔ گویا کل جائیداد مالیتی نوسو دس روپے کی ہوئی۔ حق مہر کا روپیہ میں اپنے خاوند کو اسکی زندگی میں معاف کر چکی ہوں۔ اگر بوقت فوتیدگی مذکورہ بالا جائیداد کے سوا کوئی اور جائیداد ہو جاوے۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ

اگر آپ پریشان ہونا نہیں چاہتے

تو

کراؤن بس سروس

میں سفر کیجئے ریل کی طرح پورے ٹائم پر اپنے مقامات پر پہنچئے۔ پہلی سروس ۶/۱ بجے لاہور سے پٹھانکوٹ کو چلتی ہے۔ اس کے بعد ہر پچاس منٹ کے بعد چلتی ہے۔ اسی طرح پٹھانکوٹ سے لاہور کو چلتی ہے۔ لاری پورے ٹائم پر چلتی ہے خواہ سواری ہو یا نہ ہو چلتی ہے۔

دی منیجر کراؤن بس سروس

بشمولیت

رائل آرمی ٹرانسپورٹ کمپنی پٹھانکوٹ

پیدائش کی مشکل گھڑیاں

بفضل خدا آسان کر دینے والی

اکسیر تسہیل ولادت

کے استعمال سے بچہ آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد کی دردوں کے لئے بھی مفید دوا ہے

قیمت معہ محصولڈاک دو روپے دس آنے۔

مینیجر شفاخانہ دلپذیر قادیان ضلع گورداسپور

اردو زبان میں بہترین

قانونی کتابیں!

فہرست کتب مفت طلب کریں

ملنے کا پتہ:۔ قائم شدہ ۱۸۸۹ء

مطبع راست گفتار جنرل لاء بک ایجنسی ہال بازار امرتسر

طبیہ عجائب گھر قادیان کے متعلق

مولانا عبدالمجید صاحب سالک مدیر "انقلاب" کی رائے

"میں نے طبیہ عجائب گھر قادیان کو ایک بات میں نہایت بے نظیر پایا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس میں بیش بہا جوہر دوائیہ اور مشک وغیرہ سے لیکر معمولی مفردات بنفشہ۔ نیلوفر وغیرہ تک ہر چیز عمدگی اور نفاست کے اعتبار سے لاثانی مل سکتی ہے۔ آپ ایک دوا آزمائش کے طور پر منگوائیے اور پھر دوسرے دواخانوں کی بہم پہنچائی ہوئی دوا سے مقابلہ کیجئے تو آپ کو میری گذارش کی اہمیت معلوم ہو۔ خالص۔ عمدہ اور صاف ستھری دوائیں حاصل کرنے کے لئے طبیہ عجائب گھر بہترین مرکز ہے۔ مرکبات کی طیاری بھی انتہائی احتیاط سے کی جاتی ہے۔ عرق۔ شربت۔ معجون۔ روغن۔ ہر چیز بہتر سے بہتر دواخانوں سے بھی اونچا معیار رکھتی ہے۔ اور پھر قیمتیں بڑے دواخانوں کے مقابلہ میں یقیناً کم ہیں۔ اور یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے۔ کہ حکیم عبدالعزیز خانصاحب کا مقصد "طبی عجائب گھر" سے روپیہ کمانا اور دولتمند ہونا ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ان کا مدت العمر کا شوق ہے۔ کہ بہترین ادویہ مہیا کریں۔ چنانچہ وہ اپنے شوق کو پورا کر رہے ہیں۔ اور ضرورت مند لوگ اس چشمہ رحمت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"

اپنی تمام طبی ضرورتوں کیلئے "طبیہ عجائب گھر قادیان" کو یاد رکھیں!

پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر قادیان (پنجاب)

احمدی بہو بیٹیوں کیلئے

بھولی دائی کی پھکی!

بیٹی! اگر تم مرض سیلان الرحم یا لیکوریا سے ۔۔۔۔۔ دکھی ہو تو تم کوئی عام دوائی استعمال نہ کرو۔ بڑی اماں بھولی دائی کی پھکی اس بیماری کیلئے ایک خاص مجرب چیز ہے۔ اسکے کھانے سے رطوبت آنا تو دوسرے ہی دن شرطیہ طور پر بند ہو جاتا ہے۔ اور پورے دو ہفتہ کے استعمال سے مریضہ نئے سرے سے جوان ہو جاتی ہے۔ عرصہ سے یہ پھکی بڑے بڑے گھروں میں دور دور تک مشہور ہو چکی ہے۔ بے شمار بہو بیٹیاں جو ہر قسم کی دیسی اور ولایتی پیٹنٹ ادویات پر سینکڑوں روپے برباد کر چکی تھیں آخر اسی دیسی پھکی کے استعمال سے مکمل صحت حاصل کر چکی ہیں۔ چونکہ اب زمانہ اشتہار کا ہے اسلئے اپنی سب احمدی بہو بیٹیوں کی اطلاع کے لئے اخبار الفضل میں اشتہار دے دیا ہے۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنہ

نوٹ:۔ دوائی ایسی مجرب ہے کہ مریضہ کو پوری صحت کا اقرار نامہ بھی لکھ دیا جاتا ہے۔

بھولی دائی کا زنانہ دواخانہ ملتان

ایک نہایت ضروری گذارش!

ہم احباب کرام کی خدمت میں کچھ عرصہ سے مسلسل اپنی مشکلات پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اور احباب پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ یہ دور فی الحقیقت اخبارات کیلئے نہایت نازک دور ہے۔ پس ان حالات میں ہم تمام دوستوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔ تعاون کی بڑی صورتیں یہ ہیں:۔

(ا) آپ "الفضل" کی توسیع اشاعت کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول فرمائیں۔ اور ہر خریدار کم سے کم ایک نیا خریدار ضرور مہیا فرمائے۔ جو شخص روزانہ "الفضل" خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اسے خطبہ نمبر خریدنے پر مجبور کیا جائے۔ جس کی قیمت صرف اڑہائی روپیہ سالانہ ہے۔

(ب) تمام خریدار اصحاب چندہ کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار فرماویں۔ بعض دوست کئی کئی وعدوں کے باوجود چندہ کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں۔

(ج) وی۔ پی واپس کر دینے کے نقصان وہ طریق سے حتی الامکان احتراز کیا جائے۔ بلا وجہ وی۔ پی واپس کر دینا اخلاقی لحاظ سے بھی ناپسندیدہ امر ہے۔ اس سے جو مالی نقصان ہوتا ہے۔ وہ علاوہ ہے۔

(د) بقایا دار اصحاب جلد تر اپنے بقائے ادا فرمائیں۔

آپ ایسے دردمند دل رکھنے والے اصحاب سے یہ توقعات کوئی بڑی توقعات نہیں ہیں۔ (خاکسار منیجر)

شباکن!

شباکن کیا ہے؟ یہ ایک نئی دوائی ہے۔ جو کہ بخار کا نہایت مجرب اور تیر بہدف علاج ہے اس دوائی نے کونین کی ضرورت سے آپکو آزاد کر دیا ہے۔ کونین کھانے سے ایک طرف بخار ٹوٹتا تھا۔ تو دوسری طرف مریض کی کمر بھی ٹوٹ جاتی تھی جسم کانپتا تھا۔ سر میں چکر آتے تھے۔ رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ سیدھا کھڑا نہ ہوا جاتا تھا۔ معدہ خراب ہو جاتا تھا۔ شباکن میں ان میں سے کوئی نقص نہیں ہے۔ سر میں چکر آتے ہیں نہ ضعف ہوتا ہے۔ نہ ہاضمہ خراب ہوتا ہے۔ نہ جسم کانپتا ہے۔ بلکہ یہ معدے اور دل کو مضبوط کرتی ہے۔ اور پیشاب اور پسینہ خوب دل کھول کر لاتی ہے۔ اور بخار بغیر تکلیف کے پیدا ہونے کے اتر جاتا ہے۔ کونین سے تلی اور جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور جگر اور تلی کے مریض اس سے تکلیف اٹھاتے ہیں۔ مگر شباکن تلی اور جگر کا علاج ہے۔ اس سے تلی دور ہوتی ہے اور جگر کی اورام جاتی رہتی ہیں۔ اور خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ شباکن بچوں کیلئے بھی اکسیر ہے۔ بغیر اسکے کہ کونین کی طرح ان کے خوبصورت چہروں کو زرد بنا دے یہ انکے خون میں خرابی پیدا کئے بغیر انکے بخار کو اتار دیتی ہے۔ ملیریا کے دن آ رہے ہیں۔ بھادوں سے دو تین ماہ تک ملیریا ہندوستان میں اپنا گھر بنا لیتا ہے۔ آپ کو آج ہی سے شباکن منگوا کر اپنے گھر میں رکھ لینی چاہیئے۔ تاکہ بخار کے حملہ کیساتھ آپ اسے استعمال کریں۔ شباکن کو اگر آپ بخار سے پہلے استعمال کریں۔ تو بخار کے حملوں سے بچ جائینگے بچوں کو بخار کا شکار ہونے سے پہلے شباکن کا استعمال کرائیے۔ تاکہ انکی ننھی سی جان بخار کے حملہ سے کمزور نہ ہو جائے۔ یہی دن بچوں کے بڑھنے کے ہوتے ہیں۔ ان کو امتحان میں نہ ڈالیئے۔ ان کی صحت کو محفوظ رکھیئے۔ پھر دیکھیئے وہ کس طرح دن اور رات صحت میں ترقی کرتے ہیں۔ شباکن کو یاد رکھیئے۔ شباکن ایک بے نظیر دوا ہے۔ قیمت سو خوراک صرف ایک روپیہ۔ جو کہ کونین کی موجودہ قیمت کا صرف ایک تہائی ہے۔ بچوں کو آدھی خوراک دینی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر دواخانہ خدمت خلق قادیان** (پنجاب)

صندلین!

انیمیا یا کمئی خون کا بہترین علاج

خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور روح پہنچاتا ہے۔ اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصہ کی غذا کے لئے مناسب مواد مہیا کرتا ہے۔ اور پستانوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے۔ جو دودھ بننے کے لائق ہوں۔ اور خصیوں میں ایسی چیزیں پہنچاتا ہے جس سے مادۂ حیات بنتا ہے۔ اور صندلین میں وہ تمام اجزاء بہت بڑی مقدار میں موجود ہیں۔ جن پر خون کے پیدا ہونے کا انحصار ہے۔ کمئی خون خواہ کثرت حیض اور بواسیر سے ہو۔ یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا ہی استعمال آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین خون کو صاف کرنے اور چہرے کے رنگ کو نکھارنے کے لئے بھی اکسیر ہے۔ اور حیض کی خرابیوں میں بھی اس کے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ۔ پچاس قرص ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ **دواخانہ نور الدین رضؓ قادیان**

حب اٹھرا
اسقاط کا مجرب علاج

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ انکے لئے حب اٹھرا (رجسٹرڈ) نعمت غیر مترقبہ ہے حکیم نظام جان شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ شاہی طبیب دربار جموں و کشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے۔ حب اٹھرا (رجسٹرڈ) کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو اس دوائی کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔

قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولے یکدم منگوانے پر گیارہ روپے

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان

محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خانصاحب آف مالیر کوٹلہ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو

آپکی فیسرین کریم میں نے ایک عزیز کو منگوا کر دی تھی جنکا چہرہ مہاسوں (دکیلوں) کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا چیچک نکلی ہوئی ہے اور اس قسم کے ہٹیل مہاسے تھے۔ کہ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا تھا۔ مہاسوں کیلئے انجکشن بھی کروا چکی تھیں مگر میں خوشی سے اب یہ لکھنے کے قابل ہوں کہ خدا کے فضل سے فیسرین کریم نے یہ اثر دکھایا ہے۔ کہ انکا چہرہ مہاسوں سے پاک ہے۔ اور داغ بالکل معدوم ہو چکے ہیں۔ بلکہ رنگ بھی پہلے سے نکھر آیا ہے۔ اور اب بھی وہ اس خوف سے کہ دوبارہ پھنسیوں کا دورہ نہ ہو جائے برابر استعمال کئے جاتی ہیں۔ اور آپ کی وہ ممنون ہیں۔

فیسرین کریم مہاسے کیلوں، چھائیوں اور بدنما داغوں الغرض چہرہ اور جلد کی بیماریوں کیلئے اکسیر ہے خوبصورت بناتی ہے۔ خوشبودار ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔ ہر جگہ بکتی ہے۔ اپنے شہر کے جنرل مرچنٹ اور مشہور دوافروشوں سے خریدیں

وی۔ پی منگوانے کا پتہ:۔ فیسرین فارمیسی ملکتھہ (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

ماسکو ۱۳ ر نومبر۔ روس کے کسی محاذ سے کسی بڑی لڑائی کی خبر نہیں آئی۔ تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماسکو سے شمال مغرب کو ۵۰ میل کے فاصلہ پر جرمن نئی فوجیں جمع کر رہے ہیں۔ ماسکو ریڈیو کا بیان ہے۔ کہ لینن گراڈ کے محاذ پر روسی فوجیں برابر جوابی حملے کر رہی ہیں۔ اور دو گاؤں دشمن سے واپس لے چکی ہیں۔ روس کے چھاپہ مار دستوں نے دو پلوں کو اڑا دیا۔ جن پر سے جرمن فوجیں گذرنے کیلئے تیار کھڑی تھیں۔ اور پھر روسی ہوائی جہازوں کو اطلاع کر دی۔ انہوں نے آکر دشمن کی فوجی گاڑیوں لاریوں اور سپاہیوں پر زبردست بم باری کی۔ جرمن سپاہیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ٹولا کی جنوبی بستیوں سے بھی جرمنوں کو باہر نکالا جا رہا ہے۔ یوکرین میں اب موسم اچھا ہو رہا ہے اس لئے روسی ہوائی جہاز دشمن کی سپلائی کے انتظامات پر شدید حملے کر کے سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ آج پارلیمنٹ کے اجلاس میں مسٹر چرچل نے ایک تقریر کی جس میں کہا کہ ہاؤس جنگی صورت حالات پر بحث پر زور نہ دے۔ کیونکہ اس سے نقصان پہنچتا ہے۔ اکتوبر کو ختم ہونیوالے چار ماہ میں ہمیں ساڑھے سات لاکھ ٹن جہازوں کا نقصان پہنچا۔ گویا ایک لاکھ اسی ہزار ٹن ماہوار۔ حالانکہ اس سے پہلے چار ماہ میں ہمیں بیس لاکھ ٹن کا نقصان ہوا تھا۔ ان چار ماہ میں ہمنے دشمن کے دس لاکھ ٹن وزنی جہاز یا ڈبوئے یا ان کو نقصان پہنچایا ہے۔ ایبے سینیا میں ۴۰ ہزار اطالوی عورتیں اور بچے ہیں۔ اور اطالوی گورنمنٹ انہیں وہاں سے لانے کیلئے جہاز مہیا نہیں کر سکتی۔ ہر ہیس نے ہمیں صاف طور پر کہا کہ ہٹلر برطانیہ پر حملہ کرنے کے بجائے ناکہ بندی کے ذریعہ ہمیں بھوکوں مار کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کریگا۔ لیکن اب تک وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوا۔ گو ہمارے ملک کے لوگوں کی خوراک بہت کم کر دی گئی ہے مگر وہ ضروریات کیلئے کافی ہے۔ اب خطرہ ہے کہ ہٹلر موسم بہار میں حملہ کرے گا۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ پارلیمنٹ میں ملک معظم کی تقریر پڑھکر سنائی گئی جس میں آپ نے فرمایا امریکہ کے تعاون سے روس کو زیادہ سے زیادہ مدد دی جائیگی۔ اٹلانٹک چارٹر تاریخ عالم میں ہمیشہ یادگار رہیگا۔ آپ نے بحری بری اور فضائی طاقت کے کارناموں پر اظہار مسرت فرمایا۔

سائیگان ۱۲ ر نومبر۔ ڈیسٹن پاوڈر کمپنی کا کارخانہ واقعہ ایلینز بارو سے اڑا دیا گیا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جرمن ایجنٹوں کی سازش ہے۔ ابھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کے ہزاروں مزدوروں میں سے کوئی بچایا جا سکا یا نہیں۔ اس کارخانہ کا امریکہ کے بڑے بڑے جنگی کارخانوں میں شمار تھا۔ لاکھوں ڈالر کے نقصان کا اندازہ کیا گیا ہے۔ یہ کارخانہ بارود تیار کرتا تھا۔

کابل ۱۲ ر نومبر۔ افغان ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر کسی وقت جرمنوں نے ہندوستان کی طرف بڑھنے کے لئے افغانستان میں سے گذرنا چاہا تو ان کا مقابلہ کیا جائیگا۔ افغان فوجیں مغربی سرحد کی حفاظت کیلئے وہاں پہنچ چکی ہیں۔

دہلی ۱۲ ر نومبر۔ مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کامرس ممبر نے کہا اس وقت اخباری کاغذ کی قیمتوں میں اضافہ کی طرف میری توجہ ہے۔ جو دکاندار کاغذ کو بھاری مقدار میں سٹاک کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی حکومت غور کر رہی ہے۔

انقرہ ۱۲ نومبر۔ ٹرکش ریڈیو کا بیان ہے کہ مسٹر چرچل کی تازہ تقریر سے جاپان کے سرکاری حلقوں میں سنسنی پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس نے سمندر میں چھوٹے بڑے پانسو بحری جہاز جمع کر لئے ہیں۔ جاپانی فوجوں نے نقلی جنگ شروع کر دی ہے بلیک آؤٹ اور راشن کارڈ کا سسٹم جاری ہو چکا ہے۔ برطانی جہازوں کا ایک مضبوط بیڑہ سنگاپور روانہ ہو گیا ہے۔

انقرہ ۱۲ ر نومبر۔ ترکی کے وزیر جنگ نے استعفیٰ دیدیا ہے۔ جو منظور کر دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۱۳ ر نومبر۔ امریکن افواج کے کمانڈر انچیف نے آج ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ امریکہ کے تمام اسلحہ ساز کارخانوں کو اڑا دینے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔

قاہرہ ۱۲ ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ عراق کا باغی لیڈر رشید عالی جو ایران سے بھاگ کر صوفیہ پہنچ گیا تھا۔ اب وہاں سے برلین جا رہا ہے۔ عراق کے چار سابق وزراء پہلے ہی وہاں موجود ہیں۔ اور یہ سب ملکر وہاں ایک آزاد عراق گورنمنٹ قائم کریں گے۔

سائیگان ۱۲ ر نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ روسی ہائی کمانڈ سردیوں میں زبردست جوابی حملوں کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے سائبیریا سے روسی فوجیں یورپین روس میں بلائی جا رہی ہیں۔

لاہور ۱۲ ر نومبر۔ دہلی کے اخبار ریاست کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون کی اپیل ۱۷ ر نومبر کو ہائیکورٹ میں پیش ہوگی۔ آپ کو جعلی نوٹ بنانے کے الزام میں سات سال قید کی سزا ہو چکی ہوئی ہے۔

لائلپور ۱۲ ر نومبر۔ گندم 4/8/- بنولے دیسی 6/10/2 بنولہ نرما 2/1/- گڑ نیا 12/1/4 شکر 5/8/- روئی دیسی 11/8/- نرما 26/- گوجرہ گندم دڑہ 6/6/4 591 ... 4/7/- سرسوں 5/5/- گڑ شکر 5/12/- گھی 50/-/- کپاس دیسی 5/11/- نرما 9/11/- امرتسر میں سونا 45/- چاندی 63/1/- اور پونڈ 29/8/-

نیویارک ۱۲ ر نومبر۔ آج امریکہ کے چار صنعتی کارخانوں میں اتنے شدید دھماکے ہوئے کہ پندرہ پندرہ میل تک کھڑکیاں اڑ گئیں۔ امریکن کارخانوں کے پچاس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کی دھمکی دی ہے۔ امریکن مزدوروں میں ہڑتال کی وبا جرمن اور جاپانی ایجنٹوں کی وجہ سے زور پکڑ رہی ہے۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ آج دارالامراء میں حکومت کی طرف سے بتایا گیا کہ لیبیا میں اب تک دشمن کے دو ہزار طیارے برباد کئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے صرف ۶۴ طیارے کام ہوئے۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ برلین ریڈیو یہ شر انگیز پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ کہ برطانوی گورنمنٹ نے سلطان ابن سعود سے مطالبہ کیا ہے کہ بحیرہ قلزم کی عربی بندرگاہیں اس کے حوالہ کر دی جائیں۔ ورنہ ہندوستان سے حاجیوں کے بھجوانے کا انتظام نہیں کیا جائیگا۔ یہ سراسر غلط بات ہے۔ کیونکہ ہندوستان سے حاجیوں کے جہاز تو جا رہے ہیں۔

دہلی ۱۲ ر نومبر۔ ۱۹۳۹ء میں ہندوستان میں ۶۴ کروڑ روپیہ کی تین لاکھ زندگیاں بیمہ کی گئیں۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ وزیر خارجہ برطانیہ نے دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ افغانستان کی حکومت نے ٹرانسپورٹ کی سہولت کے لئے کوئی تجویز پیش نہیں کی۔ اگر اس کی طرف سے کوئی ایسی تجویز پیش ہوئی تو اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔

لنڈن ۱۲ ر نومبر۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق یکم اپریل سے ۳۰ ر اکتوبر ۱۹۴۱ء تک حکومت برطانیہ کا روزانہ خرچ ایک کروڑ بیس لاکھ پونڈ ہو رہا ہے۔ روس کی امداد کی وجہ سے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ امریکہ سے ادھار اور پٹہ پر جو مال مل رہا ہے یہ خرچ اس سے علاوہ ہے۔ برطانی باشندے کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کرسمس سے قبل ۴۴ جنگی جہازوں کی تعمیر کے لئے فنڈ مہیا کئے جائیں۔ گلاسگو اور برمنگھم نے ایک ایک ہفتہ میں ایک ایک کروڑ پونڈ سے زیادہ رقوم جمع کر دیں۔

مدراس ۱۲ ر نومبر۔ مسٹر ستیہ مورتی نے ایک تقریر میں کہا کہ برطانیہ پر اس وقت جو عذاب نازل ہو رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اس نے ہندوستان کو آزادی دینے میں بخل سے کام لیا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ آنکھیں کھولے ہندوستان کے حق آزادی کو پہچانے۔ اور دنیا کے عظیم ترین انسان یعنی گاندھی جی کی دعا لے۔

واشنگٹن ۱۲ ر نومبر۔ کرنل ناکس وزیر بحر امریکہ نے کہا ہے کہ امریکہ جاپان کے رویہ کو زیادہ دیر تک فراموش نہیں کر سکتا فیصلہ کی گھڑی قریب آ پہنچی ہے۔ امریکہ دنیا میں قیام امن کا لیڈر ثابت ہوگا۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی